# مال کی تعریف اور اموالِ عصرِ حاضر کی شرعی حیثیت

مفتی محمد رفیق الحسنی

## مال اور ملک اور تقوم کی تعریف:

زکوۃ اور تجارتی مسائل کو سمجھنے کے لئے بیع اور مال اور ملک اور مال کے متقوم (قیمت والا) اور غیر متقوم ہونے کی تعریف وتوضیح ضروری ہے۔

## مال کی تعریف

شامی میں ہے:

**"المرادبالمال مایمیل الیه الطبع ویمکن ادخاره لوقت الحاجة والمالیة یثبت بتمول الناس کافة اوبعضهم."** (ص:۷/۱۰)

ترجمہ: مال وہ چیز ہے جس کی طرف طبیعت کا میلان ہواور حاجت کے وقت کے لیے اسے ذخیرہ اوراسٹور کیا جاسکے اور وہ باقی رہے اور کسی شے کا مال ہونا سب لوگوں کے بطور مال استعمال کرنے سے ہوتا ہے یا بعض لوگوں کے۔

**بیع کی تعریف**: تنویرالابصار میں ہے:

**"البیع مبادلة شیء مرغوب فیه بمثله علی وجه مفید مخصوص یکون بقول اوفعل."** (ص:۷/۱۱)

ترجمہ: ایک مرغوب چیز کا مبادلہ دوسری مرغوب چیز کے ساتھ مخصوص وجہ مفید پر جو قول یا فعل کے ساتھ ہو۔ مرغوب سے مراد مال ہے کیونکہ اس کی طرف طبیعت کا میلان ہوتا ہے لہذا بیع کا مفہوم یہ ہے کہ قول

یا فعل کے ذریعہ مال کا مال کے ساتھ تبادلہ ہو۔ اور بیع صحیح کا حکم یہ ہے کہ:

ثبوت الملک حالا فی العوضین "(ص:۲۸۳۔حاشیہ بحوالہ توضیح)

ترجمہ: عوضین میں ملک کا فوراً ثبوت صحیح بیع کا حکم ہے۔

مال سے مراد وہ چیز ہے جس کی طرف طبیعت کا میلان ہو اور اسے حاجت کے وقت تک باقی اور محفوظ رکھا جا سکے اور کسی چیز میں مالیت سب لوگوں یا بعض لوگوں کی جانب سے بطور مال استعمال کرنے کی وجہ سے ثابت ہو سکتی ہے' مثلاً گندم کا ایک' دو دانہ مال نہیں ہے اگرچہ مباح الانتفاع ہے کیونکہ ایک دو دانہ کی طرف طبائع کا میلان نہیں ہوتا اور لوگوں کی عادت ایک دو دانہ اٹھا کر اپنے پاس محفوظ کرنے کی نہیں ہے۔

## متقوم ہونا:

اور کسی مال کے متقوم ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ شرعاً اس مال سے انتفاع جائز ہو مثلاً خمر مال تو ہے' مگر شرعاً متقوم اور قیمت والا نہیں' کیونکہ مباح الانتفاع نہیں اور کوئی چیز مال اور متقوم نہ ہو اس کی مثال دم مسفوح (بہنے والا) خون ہے۔ قدیم فقہاء کے نزدیک خون نہ مال ہے اور نہ متقوم ۔(بحر' شامی۔ص:۷/۱۰)

مال اور متقوم یعنی باقیمت ہونے میں عام وخاص مطلق کی نسبت ہے جو چیز شرعاً متقوم ہوگی وہ ضرور مال ہوگی اور جو چیز مال ہو ضروری نہیں کہ متقوم بھی ہو جیسے خمر مال تو ہے مگر متقوم نہیں ہے۔

## ملک کی تعریف:

اور ملک کی تعریف ہے:

"الملک مامن شانہ ان یصرف فیہ بوصف الاختصاص"

(ملک وہ صفت ہے جس کی وجہ سے کسی چیز میں تصرف اور استعمال خاص طریقہ سے ہو سکتا ہو۔ (شامی بحوالہ تلویح ص:۱۰)

لہذا منفعت میں ملک تو ہے لیکن منفعت مال نہیں ہے۔ یہاں تک ہم نے احناف کے اجتہاد کے مطابق مذکورہ امور کی تعریفات ذکر کی ہیں۔

مال کی تعریفیں آئمہ اربعہ کے نزدیک مختلف ہیں احناف کی تعریف منافع کو شامل نہیں مگر دیگر آئمہ کی تعریفیں عین اور منافع دونوں کو شامل ہیں چنانچہ شوافع اور حنبلی علماء نے مال کی تعریف میں عین

اور منافع دونوں کو داخل کیا ہے (تفصیل مجلّہ فقہ اسلامی شمارہ فروری ۲۰۱۳ء۔)

معلوم ہوا احناف کے نزدیک خمر مال ہے مگر متقوم نہیں ہے اور آزاد مرد اور عورت اور دم (خون) اور مردار جانور نہ مال ہیں اور نہ متقوم۔

مال کی تعریف میں علامہ شامی نے کسی چیز کے مال ہو جانے کی طرف اشارہ فرمادیا تھا کہ مال ہونا عرف اور رواج پر موقوف ہوتا ہے اگر کل یا بعض لوگ کسی مباح الانتفاع چیز کو محفوظ رکھتے ہیں اور اس چیز میں محفوظ ہو جانے کی صلاحیت بھی ہے وہ مال ہے۔

مال ہونا اگر عوام کے عرف کی بنیاد پر ہو تو موجودہ دور میں دم مسفوح اور بعض مردار جانور بھی مال ہو سکتے ہیں کیونکہ لوگ ان کی طرف راغب ہیں اور ان کا کاروبار بھی کرتے ہیں۔ یہی مال ہونے کی علامت ہے۔ جس طرح خنزیر نجس العین ہے مگر مال ہے کیونکہ عیسائی اس کا کاروبار کرتے ہیں۔ فقہاء کرام نے اپنے اپنے ادوار کے مطابق مال اور دیگر اشیاء کی تعریفیں کی تھی اور ان تعریفات کی بنیاد پر احکام ذکر کئے تھے مثلاً بیع فاسد کے ابواب میں لکھا ہے کہ خمر (شراب) مال ہے کیونکہ غیر مسلم اس کو بطور مال استعمال کرتے ہیں، چیز کی مالیت کل یا بعض لوگوں کے عرف کی وجہ سے ہوتی ہے کل یا بعض مسلم ہوں یا غیر مسلم لہذا خمر مال ہے مگر اسلام نے اس سے منع فرمایا ہے یہ مباح الانتفاع نہیں اس لئے مسلمان کے حق میں خمر مال تو ہے مگر اس کی قیمت نہیں ہے شامی میں ہے ''**فان المتقوم هو المال مباح الانتفاع شرعا**'' با قیمت وہ مال ہوتا ہے جو شرعاً مباح الانتفاع ہو اور خمر مباح الانتفاع نہیں ہے اسی طرح خنزیر مال ہے کیونکہ غیر مسلم اس کو بطور مال استعمال کرتے ہیں مگر متقوم نہیں ہے اس لئے درمختار میں ہے:

''**بطل بيع مال غير متقوم كخمر وخنزير**'' (باب بیع الفاسد)

ترجمہ: بے شک غیر متقوم مال کی بیع باطل ہے جیسے خمر اور خنزیر دونوں مال غیر متقوم کی مثالیں ہیں۔

دم مسفوح (خون جاری) اور میت (مردار جانور) پہلے زمانہ میں مال شمار نہیں ہوتے تھے کیونکہ دم مسفوح اور مردار جانور کسی دین میں بطور مال استعمال نہیں ہوتے تھے اور ان پر مال کی مذکور تعریف صادق نہیں آتی تھی۔ اسی طرح منافع اور عمل اور آزاد آدمی اور معدوم چیز یہ سب احناف کے نزدیک مال ہی نہیں ہیں کیونکہ ان پر مال کی تعریف صادق نہیں آتی۔ مال کی تعریف کی بنیاد پر احناف نے کافی جزئیات کا ذکر فرمایا مگر جب دیکھا کہ لوگ بعض مردار جانوروں میں بیع و شراء کرتے ہیں اور عوام بعض

موات کوبطور مال استعمال کرتے ہیں تو ان حرام اشیاء کے استعمال کو جائز قرار دے دیا اوران کی بیع اورشراء کو جائز کہہ دیا' اورحرمت اکل اورشرب اورحرمت استعمال کو الگ الگ کردیا کہ کھانا پینا حرام ہے اوراس کے علاوہ انتفاع اوراستعمال جائز ہے۔دراصل درج ذیل آیت کریمہ:

"انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اھل به لغیر الله فمن اضطر غیر باغ ولاعاد فلا اثم علیه ان الله غفور رحیم "(بقرۃ:۱۷۳)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی نے تمہارے اوپر مردار جانوراورخون اورخنزیر کا گوشت اوروہ جانور جوغیراللہ کے نام پرذبح کیا گیا حرام کردیاہے پس جوشخص مضطر ہے باغی اورحد سے تجاوزکرنے والانہیں اس پرکوئی گناہ نہیں بے شک اللہ تعالی غفوررحیم ہے۔

اس آیت کریمہ سے بعض فقہاء نے مسلمانوں کے لیے مذکورہ چیزوں کے صرف اکل وشرب کی حرمت مراد لی ہے۔وہ فرماتے ہیں ان چیزوں کے کھانے اور پینے کے علاوہ نفع اٹھانا جائز ہے اورعلیکم میں خطاب مسلمانوں کوہے لہذا مسلمانوں کے لئے مذکورہ اشیاء کے کھانے اور پینے کی حرمت کاذکر ہے چنانچہ تفسیر قرطبی میں ہے یہ آیت عام مخصوص منہ البعض ہے اس آیت کے لیے حدیث شریف مخصص ہے۔چنانچہ میتہ سے مچھلی اورمکڑی اورعنبر خارج ہے اور"احل لکم صید البحر" آیت میں سمندر کے جانوروں کے حلال ہونے کاذکر ہے اوربعض فقہاء کے نزدیک سمندری جانور بغیرذبح حلال ہیں اورمیتہ سے خارج ہیں دم سے جگراورتلی خارج ہے اسی طرح حدیث شریف میں ہے آپ ﷺ سے سوال کیا گیا خنزیر کے بالوں سے جوتے سلائی کرنا کیسا ہے آپ نے فرمایا"لاباس بذالک"(اس میں کوئی مضائقہ نہیں )۔اسی لئے صاحب قرطبی فرماتے ہیں :

"اختلف العلماء هل یجوز ان ینتفع بالمیتة اوبشئی من النجاسات واختلف من مالک فی ذالک ایضا فقال مرة یجوز الانتفاع لان النبی ﷺ مرعلی شاة میتة فقال هلااخذتم اهابها"(ص:۲/۲۱۸۔قرطبی)

ترجمہ:علماء نے اختلاف کیا' کیامیتہ سے نفع اٹھانا جائز ہے یانجاسات میں سے کسی چیز کے ساتھ؟اورامام مالک سے اس میں بھی روایت کااختلاف نقل کیا گیاہے۔ایک مرتبہ نفع اٹھانے کوجائز فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ایک مردہ بکری کے پاس سے گزرے۔آپ ﷺ نے فرمایا' تم نے اس کاچمڑہ کیوں نہیں لیا۔

قرمزریشم کے مردہ کیڑوں کے متعلق علامہ شامی نے فرمایا ''قلت فیہ انھا من اعزالاموال الیوم'' (ص:٢٣٦) ہمارے زمانہ میں یہ مردہ کیڑے (میتۃ) نہایت عزیز اموال سے ہیں اوران مردارکیڑوں کی بیع وشراء جائز ہے اس طرح جونکیں اورزہریلے بچھواور سانپ جن سے مسلمان ادویہ تیارکرتے ہیں ان کوبھی فقہاء نے متقوم مال قراردے دیا' علامہ شامی کے دور سے تقریباً تین سوسال بعدلوگوں کی ضرورت تیزی سے بدل گئی اب دم مسفوح بھی نہایت اعزالاموال سے ہوگیا ہے اسی علت اورسبب سے جس کی وجہ سے مردارکیڑے اورزہریلے حشرات الارض اورسمندری حرام جانور مال قراردے دیے گئے تھے اورانہیں مال متقوم قراردیکران کی خریدوفروخت بھی جائزقراردے دی گئی تھی۔ (دیکھیے ردالمختار باب بیع الفاسد)

فقہاء احناف نے مال کی تعریف ایسی کردی تھی جس سے فضااورہوابھی مال نہیں ہوسکتا اسی بنیادپرحق تعلّی اورفضاء کی بیع معدوم کی بیع قراردیکرناجائز قراردے دی تھی مگرآج صدیوں بعدہوائیں اورفضائیں نہایت قیمتی مال ہوچکی ہیں' پوری دنیامیں فضاؤں اورہواؤں کی خریدوفروخت جاری ہے لہذاعرف اورتعامل کے سبب اورعلت ہونے کی وجہ سے آج فضابھی اعزالاموال میں سے ہے اوراس کی بیع وشراء جائز ہے (محمدرفیق حسنی)

دم مسفوح اورمردارجانوربھی مال ہیں:

آج لوگوں کے عرف اورتعامل کی وجہ سے دم مسفوح اورمردارجانوربھی مال ہوچکے ہیں ان کولوگ اسٹورکرتے ہیں اورنفع اٹھاتے ہیں' اوربوقت حاجت استعمال کرتے ہیں اورانسانی زندگی یااعضاء کی زندگی بچانے کے لئے اضطراراورحاجت کے وقت شرع شریف نے خون استعمال کرنے کی اجازت بھی دی ہے لہذا شرعاً خون مال متقوم ہوگیاہے اگرچہ فقہاء کی عبارات میں خون کے مال نہ ہونے کاذکرہے۔خون کے استعمال کے جوازپر ''فمن اضطر غیر باغ و لاعادفلااثم علیہ'' (الآیہ) یہ نہایت قوی دلیل ہے چونکہ دنیابھرمیں دل اوردماغ اورپیٹ اورحساس اعضاء کے اپریشنوں میں خون دینامریض کی زندگی بچانے کے لئے ضروری ہوتاہے اوریہ بالاتفاق جائزہے اورجائزکاموقوف علیہ بھی جائزہوجاتاہے لہذااگرخون بغیربیع اورشراء نہ ملے توخون کی بیع وشراء بھی جائزہے بلکہ خون مال تجارت بھی ہوسکتاہے اس کاکاروبارکرنے والوں پرزکوۃ بھی واجب ہوگی بلکہ جوتوں کی سلائی کے لیے خنزیرکے بالوں کی بیع وشراء کوبھی فقہاء نے جائزقراردیاہے۔

☆جدد حیاتک ونوع اسالیب معیشتک وغیرمن الروتین الذی تعیشہ.☆

کیونکہ کسی چیز کے مال ہونے میں عرف اورلوگوں کے تعامل کو بنیادی حیثیت حاصل ہوتی ہے چنانچہ درمختار باب بیع الفاسد میں ہے:

"کشعر الخنزیر لنجاسة عینه فیبطل بیعه(ابن کمال)وان جاز الآن الانتفاع به لضرورة الخرز حتی لولم یوجد بلاثمن جاز الشراء لضرورة (الی)خلافالمحمد" (ص:٢٦٤)

خلاصہ: اورخنزیر کے بالوں کی بیع جائز نہیں کیونکہ خنزیر کا عین نجس ہے پس بالوں کی بیع باطل ہے (ابن کمال) مگر یہ کہ جوتوں کی سلائی کی ضرورت کے لئے آج خنزیر کے بالوں سے نفع اٹھانا جائز ہے حتی کہ اگر ثمن کے بغیر نہ ملیں تو بالوں کوخریدنا بھی جائز ہوگا ضرورت کی وجہ سے اوربیع مکروہ ہوگی اوراس کے ثمن بائع کے لئے طیب نہیں ہوں گے اور پانی میں خنزیر کے بال گرجائیں تو پانی ناپاک ہوجائے گا مگر امام محمد کے نزدیک خنزیر کے بال پاک ہیں پانی نجس نہیں ہوگا۔

قارئین اندازہ کریں فقہاء کرام عرف تعامل کی وجہ سے جوتوں کی سلائی بھی انسان کی ضرورت میں شمار کرتے ہیں اوراس ضرورت کے لئے خنزیر نجس العین کے بالوں سے نفع اٹھانے اوران کی بیع وشراء کو جائز رکھتے ہیں توانسانی زندگی یااس کے اعضاء کی سلامتی بطریق اولی انسانی ضرورت ہے اورانسانی جان اوراعضاء کے لئے خون کی بیع وشراء بھی جائز ہوگی اورنہر الفائق میں مذکور ہے کہ امام محمد کے قول پرخنزیر کے بالوں کے ثمن بائع کے لئے طیب ہوں گے اورضرورت کی قید لگانے کی بھی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ان کے نزدیک خنزیر کے بال طاہر ہیں طہارت کی وجہ سے بلاضرورت بھی انتفاع جائز ہوگا: آیت کریمہ "انما حرم علیکم المیتة" الآیہ (بقرہ:١٧٣) کی تاویلات گذرچکی ہیں بعض علماء فرماتے ہیں اس آیت میں انتفاع کی حرمت کا ذکرنہیں ہے اکل اورشرب کی حرمت کا ذکر ہے چنانچہ اس آیت سے پہلے ذکرکردہ آیت اس کا قرینہ ہے کہ ان میں اکل اورشرب کا ذکر ہے۔چنانچہ اللہ تعالی نے ارشادفرمایا:

یآیها الذین امنوا کلوا من طیبٰت مارزقناکم واشکروا الله ان کنتم ایاه تعبدون." (بقرہ:١٧٢)

ترجمہ: اے ایمان والو!ہم نے جوتمہیں رزق دیاہے اس میں سے پاکیزہ اشیاء کھاؤاوراللہ تعالی کاشکرادا کرواگرتم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

البتہ احادیث احاد سے انتفاع کی حرمت کا ذکرملتاہے مگرعموم بلویٰ کی وجہ سے جواز کافتوی دیا گیاہے۔

زکوۃ کے مسائل میں زیرنظر بحث سے ہمارا مقصد صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ موجودہ دور کی طبی ضرورتوں کی وجہ سے انسانی خون اور بلڈ کا کاروبار کرنے والی کمپنیوں کا کاروبار جائز ہے اور خون اور بلڈ کی تجارت انسانی ضرورت کے پیش نظر جائز ہے اور خون کی تجارت کرنے والوں پر زکوۃ واجب ہے۔(محمد رفیق حسنی)

## حرام مباح الانتفاع جانوروں کی بیع اور شراء جائز ہے:

شامی میں ہے:''قولہ کالحیات وفی الحاوی الزاھدی''الخ 'علامہ ابن عابدین اس قول کے تحت فقہاء کرام کی مختلف آراء ذکر کرنے کے بعد ذکر فرماتے ہیں خانیہ میں مذکور ہے کتے اور بلی اور جانوروں سے درندے اور پرندوں کے درندے (معلم ہوں یا غیر معلم) کی بیع اور شراء اور ہاتھی اور بندروں کی بیع اور شراء ایک روایت میں جائز ہے اور ھندیہ میں ہے'سائحانی نے نقل کیا کہ خنزیر کے علاوہ سب جانوروں کی بیع وشراء جائز ہے فرمایا:

**علیہ مشی فی الھدایۃ وغیرھا من باب المتفرقات کماسیاتی''** (ص:۷/۲۶۰۔مکتبہ دارالباز)

یعنی صاحب ہدایہ اور دوسرے محققین فقہاء کرام نے باب المتفرقات میں خنزیر کے علاوہ حرام جانوروں کی بیع اور شراء کے جواز کا ذکر کیا ہے۔

درمختار میں ہے:

**والحاصل ان جواز البیع یدور مع حل الانتفاع (مجتبی)واعتمدہ المصنف وسیجی فی المتفرقات''**(ص:۷/۲۶۰)

بیع کا جائز ہونا نفع اٹھانے کے حلال ہونے کی بنیاد پر ہوتا ہے لہذا جب بحری اور بری ضرورت ہو یا نہ ہو جائز الانتفاع حرام جانوروں کا مطلقا کاروبار جائز ہے اور مال تجارت کی طرح ان سے آمدنی پر بھی زکوۃ واجب ہوگی لہذا ایمپریس مارکیٹ کراچی میں ہر قسم کے جانور فروخت کرنے والوں کا رزق حلال ہے اور ان پر زکوۃ بھی واجب ہوگی۔

اگر حرام جانور مر جائیں یا حلال جانوروں کو ذبح نہیں کیا جا سکا خود مر گئے انہیں میتہ اور مردار کہا جاتا ہے 'ان مردار جانوروں کے بعض اجزاء مثلا کھال اور ہڈیوں سے نفع اٹھانا جائز ہوتا ہے لہذا ان کی بیع

اورشراء بھی جائز ہوگی اورمیتہ کے دوسرے اجزاء کے ساتھ بھی ضرورت کے وقت انتفاع جائز ہے لہذا خون کی طرح ان اجزاء کی بیع شراء بھی جائز ہوگی۔لیکن بلاضرورت ان سے نفع اٹھانا حرام ہے اوران کی بیع شراء بھی حرام ہے جس طرح ابھی خنزیر کے بالوں کی روایت میں گذرا ہے۔

زندہ حرام جانوروں کے ساتھ انتفاع کی اباحت کی مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں مثلا کتے کے ساتھ انتفاع یہ ہے کہ اسے شکاریا حفاظت کے لئے استعمال کیا جائے اورشیر کے ساتھ انتفاع یہ ہے کہ اسے دیکھ کرعبرت حاصل کی جائے چنانچہ چڑیا گھر میں ہاتھی سے لیکرلومڑی اورنیولے تک جانور موجود ہوتے ہیں ان سے انتفاع خصوصا علماء کے لئے یہ ہوتا ہے کہ حلال اورحرام جانوروں کی تمیزاوران کا شخصی علم حاصل ہوجاتا ہے درمختار باب المتفر قات میں ہے:

**"وصح بیع الکلب ولوعقوراوالفهدوالفیل والقردوالسباع بسائر انواعهاحتی الهرۃوکذاالطیورعلمت اولاسوی الخنزیروهوالمختارللانتفاع بهاوبجلدهاکماقدمناه فی البیع الفاسد"**(ص:۷/۴۸۷)

ترجمہ:کتااگرچہ کاٹنے والاہواور چیتے اورشیراورہاتھی اوربندراوردرندوں کے تمام اقسام کی بیع جائز ہےحتی کہ بلی کی بیع بھی جائز ہے اوراسی طرح پرندوں کی بیع جائز ہےتعلیم دیے گئے ہوں یانہ سوائے خنزیر کے اوریہی قول درمختار ہے کیونکہ ان حرام جانوروں سے نفع اٹھایاجاتا ہے ان کے ساتھ اوران کی جلد کے ساتھ جیسا کہ ہم پہلے بیع فاسد میں ذکرکرچکے ہیں۔

شامی میں ہے:

**"(قوله سوی سمک )عبارۃ البحرعن البدائع الاسمک وماجازالانتفاع بجلده وعظمه"**

ترجمہ:بدائع سے بحرالرائق کی عبارت میں ہےمگرمچھلی اورہروہ چیزجس کے چمڑے یاہڈیوں سے نفع اٹھانا جائز ہو۔(ان کی بیع اورشراء جائز ہے)

مرغیوں اوردوسرے جانوروں کی غذاؤں کاذکر:

موجودہ دورمیں شہرمیں مرنے والے مردارجانوروں کوبڑے بڑے بوائلروں اورمشینوں میں کیمیکل کے ذریعے پگھلاکران کاسیال مادہ ٹھوس مادہ سے الگ کردیاجاتا ہے اورجامد مادہ پوڈرکی گولیوں کی صورت میں مرغیوں اوردیگرجانوروں کی غذابنادیاجاتا ہے آیایہ جائز ہے یانہ؟اوراس

کا کاروبار جائز ہے یا نہ؟ ہمارے خیال میں اگر مردار جانوروں کا گوشت اور چربی خون وغیرہ کی ماہیت اور حقیقت اس عمل اور کیمیکل سے تبدیل ہوجاتی ہے جس طرح خمر میں نمک ڈالنے سے خمر سرکہ بن جاتا ہے نمک کی کان میں مردار جانور نمک ہوجاتا ہے یا آگ میں جل جانے کے بعد گوبر راکھ بن جاتا ہے اگر ایسا ہوتا ہے تو ٹھوس اور سیال مادہ نجس نہیں رہتا پاک ہوجاتا ہے اور اگر اس عمل کے بعد بھی مردار جانور کی حقیقت قائم رہتی ہے تو سیال مادہ ناپاک ہوگا پہلی صورت کہ سیال مادہ پاک ہوجائے‘ سیال مادہ کے مال متقوم ہونے میں اور اس کے استعمال کے جواز میں کوئی کلام نہیں ہے مگر دوسری صورت کہ سیال مادہ نجس ہو‘ تمول کی وجہ سے سیال مادہ مال تو ہے کیونکہ تمول کی بنیاد عرف اور تعامل ہوتا ہے اور یہ کاروبار بہت بڑے پیمانہ پر مسلمان بھی کررہے ہیں اس لئے اس کو اگر نجس تیل پر قیاس کریں تو اس کی خرید وفروخت جائز ہوگی۔ درمختار میں ہے:

**"وفی المجمع ونجیز بیع الدھن المنجس والانتفاع بہ فی غیر الاکل بخلاف الودک"** (ص:۲۶۶‘ جلد:۷)

ترجمہ: اور مجمع میں ہے ہم نجس تیل کی بیع اور نفع اٹھانے کو جائز کہتے ہیں بخلاف مردار جانور کی چربی کے‘ پھر علامہ شامی نے فرمایا:

**"قولہ بخلاف الودک ای دھن المیتۃ لانھا جزء ھا فلایکون مالا" (ابن ملک) "فلایجوز بیعہ اتفاقا وکذا الانتفاع بہ لحدیث البخاری ان اللہ حرم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام قیل یارسول ارایت شھم المیتۃ فانہ یطلی بھا السفن ویدھن بہ الجلود ویستصبح بھا الناس قال لاھو حرام"** (الحدیث: ص۔۲۲۶)

ترجمہ: مصنف کا قول بخلاف الودک یعنی بخلاف مردار جانور کی چربی کے کیونکہ چربی (تیل) میتہ کی جز ہے پس وہ مال نہیں ہوگا پس اس کی بیع بالاتفاق جائز نہیں ہوگی‘ اسی طرح نفع اٹھانا بھی۔ کیونکہ بخاری شریف کی حدیث میں ہے‘ بے شک اللہ تعالی نے خمر اور میتہ اور خنزیر اور بتوں کی بیع حرام فرمادی ہے‘ عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ آپ میتہ کی چربی کے متعلق بتائیں کیونکہ اس کے ساتھ کشتیوں کو طلا کیا جاتا ہے اور چمڑوں پر لگائی جاتی ہے اور اس سے چراغ جلائے جاتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا نہیں‘ پس وہ حرام ہے۔

شامی کی منقولہ عبارات اور سابقہ عبارتوں اور احادیث میں تعارض ہے۔ فقہاء کرام نے میتہ کے بعض

اجزاء سے انتفاع اوران کی بیع اورشراء کوجائز لکھا ہے اوران اجزاء کومتقوم قراردیا ہے اورضرورت کے وقت تمام حرام چیزوں کے استعمال کو جائز قراردیا ہے اور''فمن اضطر ......الخ''میں داخل فرمایا ہے۔لہٰذا بخاری کی حدیث بلاضرورت استعمال کرنے پرمحمول ہوگی یاعرف کی وجہ سے حدیث شریف کی تاویل کی جائے گی۔یا''افلاانتفعتم بجلدھا''کے ساتھ تعارض کی وجہ سے ودک کی حدیث منسوخ ہوگی۔

لہٰذا حرام چربی یاسیال مادہ یاان کے ساتھ مخلوط غذا کا کھانا پینا مکلّف انسان کے لئے حرام ہے اورجانوروں کے چارے میں مکس ہوتو یہ جائز ہوگا۔یہ حرام سے انتفاع میں داخل ہوگا۔حرام کے اکل اورشرب میں داخل نہیں ہوگا۔چونکہ جانورغیرمکلّف ہوتے ہیں ان کی غذا میں استعمال کرنے سے حلال جانوروں کی حلت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔اگر یہ کہاجائے یہاں عموم بلوی ہے بڑے پیمانہ پرکاروباراوراستعمال جاری ہے اورعلماء عظام بلوی کوبھی جواز کا باعث بتاتے ہیں لہٰذا انتفاع جائز ہے توکوئی حرج نہیں۔

چنانچہ تفسیر قرطبی میں ہے:

''قال ابن خویز مداد واماالدم محرم مالم تعم به البلوی معفو عماتعم به البلوی''

ترجمہ:ابن خویزمداد نے کہااورلیکن خون حرام ہے جب تک عموم بلوی نہ ہواورجب عموم بلوی ہوتومعاف ہوتا ہے۔لہٰذا حرام چربی اورسیال مادہ کا یہی حکم ہوگا۔

چونکہ تمام اسلامی اورغیراسلامی ممالک میں آج کسی نجس چیزکوضائع نہیں ہونے دیاجاتانجاستوں اورغلاظتوں اورحرام مردارجانوروں کوکیمیکل کے مختلف مراحل سے گذارکراسے قابل انتفاع بنایاجاتا ہے اوردنیااستعمال کررہی ہے بڑے پیمانے پرعموم بلوی ہے اس لئے اگرحدیث شریف میں تاویل یاتخصیص کردی جائے توامت مسلمہ کے لئے آسانی ہوگی۔

حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ مرفوع حدیث میں سروردوعالمﷺ نے مردہ بکری کے متعلق فرمایا''افلاانتفعتم بجلدھا''(پس کیوں نہیں تم نے اس میتۃ کے جلد سے نفع نہیں اٹھایا۔)صحابہ کرام نے عرض کیا'یارسول اللہ یہ میتۃ ہے۔آپﷺ نے فرمایا:''انما حرم اکلھاعلیکم''تم پراس میتۃ کا کھانا حرام ہے(مؤطاامام مالک)لہٰذااگر یہ کہاجائے کہ حدیث شریف کاتعلق ان حالات اوراوقات کے ساتھ ہے جب مسلمانوں میں ابتلاء عام نہ ہویایہ کہہ دیاجائے کہ

حدیث شریف سے شاید مراد یہ ہے کہ جب چربی بغیر کیمیکل بعینہ استعمال کی جائے تو اس کا حکم حرمت ہے اور اگر ایک مرتبہ نہیں متعدد مرتبہ گلانے جلانے والی مشینوں اور کیمیکل سے گذار کر چربی کی حقیقت اور ماہیت ہی کسی قدر تبدیل ہو جائے اور مکس ہو تو اس کا استعمال جائز ہے، ہوسکتا ہے حدیث شریف کا یہی مفہوم ہو۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)..................(جاری ہے)

# السَّيفُ الجَلِي

## عَلى سَابِّ النَّبِيِّ

تأليف

الإمَام الفقِيه المحَدِّث

مُحَمَّد هَاشِم بن عَبد الغَفُور السِّندِيّ التتوِيّ الحنَفِي

(١١٠٤ - ١١٧٤هـ)

حققه وعلق عليه

الشَّيخ عَبد الله الفهيمِيّ السِّندِيّ

دراسة وتقديم

أبي البَركات حق النّبي السِّندِيّ الأزهَرِيّ

دَار الضِّياء

للنشر والتوزيع

الكويت